Lesson 299 Surah Qalam 1-52 tafsir3

سورۃ القلم کی آیت نمبر 34 سے 47 تک اہل مکہ کو سمجھایا گیا ہے اور کہیں ان سے براہ راست خطاب کیا گیا ہے اور کہیں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے انہیں تنبیہ کی گئی ہے اللہ رب العزت فرماتے ہیں

آیت نمبر 34۔ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ

ترجمہ۔ یقیناً خدا ترس لوگوں کے لیے اُن کے رب کے ہاں نعمت بھری جنتیں ہیں

یقیناً جنتیں نعمت بھری خُداترس لوگوں کے لئے ہیں اُن کے رب کے پاس یہ کیوں کہا؟ مکہ کے بڑے بڑے سردار مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم کو جو دنیا میں نعمتیں مل رہی ہیں تو دراصل بات یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہاں مقبول ہیں اور آخرت میں بھی ہم ہی مزے میں ہوں گے آخرت میں بھی ہمیں اونچے اور اچھے درجے ملیں گے تو اللہ تعالیٰ نے کہا **إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ** بے شک متقین کے لئے ہے **متقی** کی جمع **مُتَّقِينَ** اور متقی کون ہوتے ہیں؟ اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ کے ڈر سے گناہوں کو چھوڑنے والے تو بے شک متقین کے لئے ہے **عِنْدَ رَبِّهِمْ** اُن کے رب کے ہاں اب یہ نہیں کہ جس کا دل چاہے وہ یہ کہے کہ ہمیں اللہ کے ہاں جنت مل جائے گی بلکہ رب کے ہاں وہ جنت متقین کے لئے ہے اور آپ یاد رکھیے گا کہ یہاں یہ **مُتَّقِينَ** یہ **متکبرین** کے بالمقابل استعمال ہوا ہے پیچھے آپ نے دیکھا کہ مال اور اولاد جس کے پاس ہے تو وہ شخص کبر کرتا ہے اور اس کے اندر گری ہوئی صفات پائی جاتی ہیں اور باغ والے بھی جن کا باغ تباہ وبرباد ہو گیا اس کی وجہ کیا تھی؟ کبر اور اپنے مال و دولت کا ان کو ایک گھمنڈ تھا اور وہ کہتے تھے کہ یہ ہمارا مال ہے تو غریب کیوں ہمارا مال لے کے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں **إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ** یقینًا خُداترس لوگوں کے لئے اُن کے رب کے ہاں کیا چیز؟ **جَنَّاتِ** تو جنت کی جمع ہے **جَنَّاتِ** اور یہاں اس سے مراد باغات بھی ہیں اور وہ گھر جو کہ اللہ کے ہاں اس کے پسندیدہ لوگوں کو ملے گا اور **النَّعِيمِ** اور نعمت کا آپ کو پتہ ہی ہے کہ یہ اسم جنس ہے اور یہاں یہ **نَّعِيمِ** کے پھر معنی کیا ہیں؟ کہ ویسے ہی جنتیں نعمتوں بھری ہیں لیکن خاص طور پر کہا جا رہا ہے کہ اللہ کے پاس جو جنتیں ملنے والی ہیں اس میں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عنایت اس کے فضل اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ ہے

آیت نمبر 35,36۔ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ () مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ

ترجمہ۔ کیا ہم فرماں برداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں؟ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، تم کیسے حکم لگاتے ہو؟

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ کیا پس ہم کر دیں مسلمانوں کو **كَالْمُجْرِمِينَ** مجرموں کی طرح کیا ہم اسلام لانے والوں کا انجام جرم کرنے والے گناہ کرنے والوں جیسا کر دیں **مَا لَكُمْ** تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے **كَيْفَ تَحْكُمُونَ** تم کیسے کیسے فیصلے کرتے ہو تم کیسے کیسے حکم لگاتے ہو تو **مُسْلِمِينَ** کا متضاد کیا استعمال ہوا **مُجْرِمِينَ** اور کیونکہ اہل مکہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا ہی آخرت میں انجام بہت اچھا ہوگا(جو جرم کرنے والے تھے) تو اللہ تعالیٰ یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ نیک اور بد میں امتیاز جو ہے یہی عدل الہی کا تقاضا ہے کہ نیک اور بد دونوں کا جب رویہ مختلف ہے تو ان دونوں کا انجام بھی مختلف ہوگا تو اس سے پھر کیا بات پتہ چلتی ہے کہ دولت اللہ کی رضا مندی کی علامت نہیں ہے اگر کوئی دنیا میں امیر ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ اس سے خوش ہے کیونکہ دنیا میں اگر کوئی امیر ہے تو یہ تو ایک امتحان گاہ ہے دوسری بات یہ کہ امیر لوگ جو کہتے تھے کہ آخرت میں بھی اللہ کے ہاں ہم ہی کامیاب ٹھہریں گے تو کہا جا رہا ہے کہ کیا ہم مسلمانوں کا انجام کافروں جیسا کر دیں گنہگاروں جیسا کر دیں **مَا لَكُمْ** تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے آپ کو دنیا میں آسودہ جو سمجھتے ہو تو سمجھتے ہو آخرت تمہاری ہی ہے **كَيْفَ تَحْكُمُونَ (ح ک م)** اور اس سے حاکم اور فیصلہ کرنا عدل کرنا تو معنی یہ ہیں کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ کہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے خلاف ابو جہل اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا انجام ایک جیسا کر دیں رسول اللہ ﷺ پر جو لوگ ایمان لائے تھے ان کا اور مکہ کے سرداروں کا جو ایمان نہ لائے ان دونوں کا انجام ایک جیسا کر دیں تو ایک طرف حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ہیں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کے علاوہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ہیں حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا ہیں اور بے شمار صحابہ اور صحابیات تو دنیا میں دونوں کا رویہ جب مختلف ہے کافروں اور مسلمانوں کا تو انجام ایک جیسا نہیں ہو سکتا یہ بڑی خوبصورت دلیل ہے یہاں پر کہ جیسے رویے ہیں جیسے اعمال ہیں ویسے ہی جزا اور سزا ہے

آیت نمبر 37۔ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ

ترجمہ۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو

أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے **فِيهِ** اس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ کافر کفر کرنے والے اور مومن جو ایمان لانے والے ہیں دونوں کا انجام ایک جیسا ہوگا **فِيهِ** اُس میں **تَدْرُسُونَ** تم پڑھتے ہو اب یہاں پر دلیل مانگی جارہی ہے کہ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اللہ کی بھیجی ہوئی کوئی کتاب جس میں تم یہ پڑھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جو مجرم ہیں اورجو فرمانبردار ہیں ان دونوں کا انجام ایک جیسا کر دیں

آیت نمبر 38۔ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ

ترجمہ۔کہ تمہارے لیے ضرور وہاں وہی کچھ ہے جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو؟

إِنَّ لَكُمْ بے شک تمہارے لئے ہے **فِيهِ** اس میں **لَمَا تَخَيَّرُونَ** جو تم پسند کرتے ہو **تَخَيَّرُونَ** کے معنی ہوتے ہیں پسند کرنا جیسے کسی چیز کو اختیار کر لیا جائے۔کسی چیز کو پسند کر لیا جائے

آیت نمبر 39۔ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ

ترجمہ۔ یا پھر کیا تمہارے لیے روز قیامت تک ہم پر کچھ عہد و پیمان ثابت ہیں کہ تمہیں وہی کچھ ملے گا جس کا تم حکم لگاؤ؟

أَمْ لَكُمْ کیا تمہارے پاس ہے **أَيْمَانٌ** کوئی عہد و پیمان **عَلَيْنَا** ہم پر **بَالِغَةٌ** پہنچنے والی لوگوں بتاؤ پھر تمہارے لیے ہمارے پاس قیامت تک کوئی عہد و پیمان ہیں یا قسم ہے **بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ** پہنچنے والی ہے قیامت تک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان سے پوچھ کر بتاؤ کون تم میں سے سمجھتا ہے کہ تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں کہ قیامت کے دن تم کو وہ کچھ ملنے والا ہے جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو **إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ** میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ قیامت میں نعمتوں والی جنت متقین کو ملے گی اور تم یہ کہہ رہے ہو کہ وہ تمھیں ملے گی کس نے اس بات کا ذمہ لیا ہے کون یہ بتاتا ہے کہ اس کے پاس قسم ہے ذمہ داری ہے یا وعدہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت وہاں اچھی ہو جائے گی

آیت نمبر 40۔ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ

ترجمہ۔ اِن سے پوچھو تم میں سے کون اِس کا ضامن ہے؟

سَلْهُمْ ان سے پوچھیے **أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ** ان میں سے کون اس بات کی ضمانت دیتا ہے **زَعِيمٌ** عربوں کے ہاں کفیل اور ضمانت دینے والوں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ تو ہے کوئی **زَعِيمٌ** اس نے اللہ سے وعدہ لیا ہوا ہو کہ قیامت کے دن مجرموں کو جنت دی جائے گی اگر کسی کے پاس اس کی ضمانت ہے تو سامنے آئے

آیت نمبر 41۔ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ

ترجمہ۔ یا پھر اِن کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک ہیں (جنہوں نے اِس کا ذمہ لیا ہو)؟ یہ بات ہے تو لائیں اپنے شریکوں کو اگر یہ سچے ہیں کیا ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ کیا ان کی شریک ایسے ہیں

کیا ان سے اللہ نے وعدہ کیاہے **فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ** پس وہ لائیں اپنے شریکوں کو **إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ** اگر یہ سچے ہیں **فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ** تو لائیں اپنے شریکوں کو

آیت نمبر 42۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

ترجمہ۔ جس روز سخت وقت آ پڑے گا اور لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے

يَوْمَ يُكْشَفُ جس دن کھول دیا جائے گا **كَشَفُ** کا مطلب ہوتا ہے کھول دینا ، ہٹا دینا جیسے پنڈلی سے کپڑا ہٹا دیا جائے**يَوْمَ يُكْشَفُ** جب ہٹا دیا جائے گا **عَنْ سَاقٍ** پنڈلی سے، جس دن پنڈلی سے کپڑا ہٹا دیا جائے گا **وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ** اور ان لوگوں کو سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا **فَلَا يَسْتَطِيعُونَ** پس نہیں وہ استطاعت رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں آج یہ کفر کرتے ہیں شرک کرتے ہیں نعمتیں پا کر اللہ کی نافرمانی اور ناشکری کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں دنیا میں بھی کامیاب اور آخرت میں بھی جب قیامت کے دن سخت وقت آ جائے گا۔پنڈلی سے کپڑا ہٹانا عربوں کے ہاں ایک محاورہ استعمال ہوتا تھا سخت وقت آنے کے لئے مصیبت آنے کے لئے یہ استعمال کیا جاتا تھا کہ جب پنڈلی کھولی جائے گی جب سخت وقت آ جائے گا۔ جب تمام حقیقتیں بے نقاب ہو جائیں گی جب پتہ چل جائے گا قیامت سچ تھی۔ اللہ سچ تھا ملاقات سچ تھی تو لوگوں کو سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا **وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ** اس وقت یہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ سجدے کے دو معنی ہیں ایک اسلام قبول کرنا اور دوسرا نماز کا سجدہ اسلام قبول کرنا کیا ہے اللہ کی بندگی کرنا انسان خود کو اللہ کا مطیع بنا لے تو دنیا میں انھوں نے اسلام قبول کیا ہی نہیں سجدہ کیا ہی نہیں قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ آج سجدہ کر لو لیکن یہ کر نہ سکیں گے۔

آیت نمبر 43۔ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ

ترجمہ۔ اِن کی نگاہیں نیچی ہوں گی، ذلت اِن پر چھا رہی ہوگی یہ جب صحیح و سالم تھے اُس وقت اِنہیں سجدے کے لیے بلایا جاتا تھا (اور یہ انکار کرتے تھے)

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ اِن کی نگاہیں نیچی ہوں گی،**تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ** ذلت اِن پر چھا رہی ہوگی

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ اِن کی نگاہیں نیچی ہوں گی،**تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ** ذلت اِن پر چھا رہی ہوگی **(ر ھ ق)** اس کا مادہ ہے اور اس کے معنی ہیں چڑھنا-جیسے کسی چیز کا کسی چیز پر چڑھنا۔اب آپ دیکھیں کہ ذلت کسی پر چھا ئی ہوئی ہو-کسی کے اوپر مٹی پڑ جائے اس کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذلت اس دن ان پر چھائی ہوئی ہو گی-جب یہ صحیح سالم تھے اس وقت ان کو سجدے کے لیے بلایا جاتا تھا اور یہ انکار کرتے تھے-تب تو یہ ایمان نہیں لاتے تھے- سجدہ نہیں کرتے تھے-اس وقت اللہ کی عبادت نہیں کی اور آج بھی ان کی کمر تختہ بن جائے گی-یہ چاہیں گے کہ سجدہ کریں لیکن ذلت ان کا مقدر بن جائے گی-اور سجدہ نہ کریں گے-

آیت نمبر 44۔ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ پس اے نبی ﷺ ، تم اِس کلام کے جھٹلانے والوں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو ہم ایسے طریقہ سے اِن کو بتدریج تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ اِن کو خبر بھی نہ ہوگی

فَذَرْنِي پس اے نبی ﷺ چھوڑ دیجئے مجھ پر **وَمَنْ يُكَذِّبُ** اور جو جھٹلاتا ہے۔ تم اس پیغام کے جھٹلانے والوں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو **بِهَٰذَا الْحَدِيثِ** اس پیغام ، اس قرآن **ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ** ہم ایسے طریقے سے ان کو تباہی کی طرف لے جائیں گے جسے یہ نہیں جانتے **یہاں سَنَسْتَدْرِجُهُمْ** اہم لفظ ہے اس کا مادہ ہے **(د ر ج)** اس کے اندر دو باتیں پائی جاتی ہیں ایک تدریج اور دوسرا آہستہ آہستہ ، درجہ بدرجہ اور آہستہ آہستہ ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ آہستہ آہستہ انھیں ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔یہ مال و دولت کو سمجھتے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش ہے۔ دراصل اللہ انھیں عذاب کی طرف لے کر جا رہے ہیں **ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ** ان کو ہم بتدریج تباہی کی طرف لے کر جائیں گے اور ان کو خبر بھی نہیں ہو گی۔ان کی دنیاوی کامیابیاں مال ودولت صحت یہ دھوکے میں رہیں گے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن یہ ساری نعمتیں ان کے لیے ہلاکت کا باعث ہیں۔

آیت نمبر45۔ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ

ترجمہ۔ میں اِن کی رسی دراز کر رہا ہوں، میری چال بڑی زبردست ہے

وَأُمْلِي لَهُمْ میں ان کو مہلت دے رہا ہوں میں ان کی رسی دراز کر رہا ہو **إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ** میری چال بڑی سخت ہے **كَيْدِي** کا لفظ کسی کے خلاف خفیہ تدبیر کے لیے آیا ہے۔یہ ایسی بری خفیہ تدبیر ہوتی ہے جو ایسے شخص کے خلاف استعمال کی جاتی ہے جس نے اپنے عملوں سے اپنے آپ کو اس کا مستحق بنا لیا ہو۔

آیت نمبر 46۔ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ

ترجمہ۔ کیا تم اِن سے کوئی اجر طلب کر رہے ہو کہ یہ اس چٹی کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہوں؟

أَمْ تَسْأَلُهُمْ کیا تم ان سے مانگتے ہو **أَجْرًا** کوئی صلہ آپ جو نبوت کا دعویٰ کا کام کر رہے ہیں کیا آپ نے ان سے تنخواہ مانگی ہے صلہ مانگا ہے **فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ** کہ یہ اس کے تاوان میں ہیں **مُثْقَلُونَ** دبے ہوئے **مَغْرَمٍ** کا لفظ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں۔**(غ ر م)** اس کا مطلب ہوتا ہے کسی پر تاوان لگا دینا ۔کسی پر جرمانہ لگا دینا۔ جیسے بچے کو اغواکر کے کہا جائے کہ ایک لاکھ دو تو بچہ دے دیا جائے گا(یعنی بچہ بھی اسی کا اور تاوان بھی وہ دے) **مُثْقَلُونَ** جس کے نیچے یہ دبے ہوئے ہیں ۔ کہ کیاآپ نے کوئی مطالبہ کیا ہے اس وجہ سے وہ ناراض ہیں اور آپ پر یہ ایمان نہیں لاتے اور بگڑتے رہتے ہیں

آیت نمبر 47۔ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ

ترجمہ۔ کیا اِن کے پاس غیب کا علم ہے جسے یہ لکھ رہے ہوں؟

پردہ کے پیچھے چھپی ہوئی حقیقتوں کو تم براہ راست جانتے ہو؟ کیا واقعی تمہیں یہ علم ہے کہ خدا ایک نہیں ہے یا یہ عذر ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس غیب کا علم ہے اور وہ خود کتاب الٰہی لکھ سکتے ہیں تو انہیں آپ پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے ؟ یا انہوں نے غیب سے معلوم کر کے لکھ دیا ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں، یا انہوں نے اپنے متعلق غیب سے معلوم کر کے لکھ رکھا ہے کہ انہیں آخرت میں بھی دنیا جیسی نعمتیں ملتی رہیں گی، ظاہر ہے کہ ایسا بھی ہرگز نہیں ہے۔ان تمام آیات میں 34 سے لے کر 47 تک اللہ تعالیٰ نے نمبر 1- اہل مکہ کو ڈرایا ہے تنبیہ کی ہے۔نمبر 2- اللہ تعالیٰ نے متقیوں کا انجام بتایا ہے **جَنَّاتِ النَّعِيمِ** ۔نمبر 3- اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو دنیا میں اللہ کی بندگی نہیں کرتے اور جب اللہ کے ہاں بلائے جائیں گے وہ چاہیں گے بھی کہ وہ اللہ کی بندگی کریں وہاں پر اللہ کو سجدہ کر لیں لیکن اس وقت وہ اللہ کے آگے جھک نہیں سکیں گے-وہ بڑا ہی سخت دن ہو گا۔ان آیات میں جو آخری بات ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو مال ودولت سے نوازا ہےاس کو لوگ اللہ کی طرف سے کھلی چھوٹ نہ سمجھیں بلکہ سوچیں کہ ایک وقت ایسا آئے گاکہ مجھے ان نعمتوں کی اللہ کے ہاں جوابدہی اختیار کرنی پڑے گی ۔اور اللہ کے ہاں میری پوچھ ہو گی۔ اب آخری آیات(48 سے 52 تک) رسول اللہ ﷺ پر مخالفین ظلم و ستم کر رہے تھے-مسلمانوں کو ستا رہے تھے- انھیں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ سنا کر یہ کہا جا رہا ہےکہ جو بھی تکلیفیں آرہی ہیں اور مصیبتیں آ رہی ہیں آپ ﷺ پریشان نہ ہوں بلکہ آپ صبر کرتے جائیں-

آیت نمبر 48- فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ

ترجمہ۔ پس اپنے رب کا فیصلہ صادر ہونے تک صبر کرو اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی طرح نہ ہو جاؤ، جب اُس نے پکارا تھا اور وہ غم سے بھرا ہوا تھا

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ پس صبر کیجئے اپنے رب کے حکم کے لئے **وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ** اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی طرح نہ ہو جانا۔ اب دیکھئے کتنا زبردست انداز ہے کہ اللہ نے حضرت یونس علیہ السلام کو صاحب حوت کہا ہے کہ اے محمد ﷺ آپ صاحب حوت کی طرح نہ ہو جانا-**حُوتِ** کا لفظ مچھلی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اسم جنس ہے-آپ ﷺ حضرت یونس علیہ اسلام کی طرح نہ ہو جاناکیوں کہاں جا رہا ہے کہ ان کی طرح نہ ہو جانا؟ کیوں کہ ان سے بے صبری ہو گئ تھی-اللہ نے ابھی ان کو ہجرت کی اجازت نہیں دی تھی-اللہ نے ان کو نہیں کہا تھا کہ اپنی قوم کو چھوڑ دیجیے لیکن جب ان کی قوم ایمان نہیں لا رہی تھی اور انکار کی روش پر اڑی ہوئی تھی تو انھوں نے عجلت سے کام لیا ۔اور رب کے فیصلے کا انتظار کیے بغیر ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے-تو رسول اللہ ﷺ سے کہا جا رہا ہے- اے نبی ﷺ آپ اپنی دعوت کے ساتھ آگے بڑھتے جائیں-ان کے انکار کی پرواہ نہ کیجیے - مچھلی والے یونس بن متیٰ کی طرح نہ ہو جائیں -جنھوں نے اپنی قوم کی اذیتوں سے تنگ آ کر صبر کا دامن چھوڑ دیا تھا۔ اور اپنی قوم کو چھوڑ کر وہاں سے نکل گئے تھے-جب وہ نکلے تھے تو ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا تھا کیوں؟ سمندر میں وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے -کشتی بھری ہوئی تھی-پھر اس میں قرعہ ڈالا گیا۔قرعہ میں ان کا نام آ گیا-پھر جب وہ کشتی سے سمندر میں پھینکے گے تواس وقت ایک مچھلی منہ کھولے ہوئے انتظار کر رہی ہوئی تھی۔ مچھلی نے ان کو نگل لیا-جب

مچھلی نے ان کو نگل لیا تو انھوں نے کیا کیا؟ **إِذْ نَادَىٰ** پھر انھوں نے پکارا تھا **وَهُوَ مَكْظُومٌ** اور وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔اور **مَكْظُومٌ** کے معنی ہیں کہ کوئی مشک ہے اور اس کو پانی سے لبالب بھر دیا جائے اور اس کے منہ کو باندھ دیا جائے۔اسی طرح کوئی بہت ہی دکھی شخص ہے غم پریشانی شکوے شکایت سے وہ گردن تک بھرا ہوا ہے۔ وہ بہت ہی نڈھال تھے اور غم سے بھرے ہوے تھے۔ وہ غم سے کیوں بھرے ہوئے تھے؟کہ ایک طرف مچھلی کے پیٹ میں ہیں دوسری طرف سمندر کی تار یکی ہے۔ان پر تکلیف کا جو وقت تھا اس کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھے۔اللہ کہتے ہیں کہ اس پریشانی میں جب وہ غم سے بھرے ہوئے تھے تو اس وقت انھوں نے مجھے یاد کیا۔

آیت نمبر 49۔ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ

ترجمہ۔ اگر اس کے رب کی مہربانی اُس کے شامل حال نہ ہو جاتی تو وہ مذموم ہو کر چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا

لَوْلَا اگر نہ ہوتی **أَنْ تَدَارَكَهُ** کہ سنبھالتی اسکو تدراک کر لیتی اسکا اگر تیرے رب کی نعمت اسکے شامل حال نہ ہو جاتی **نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ** مہربانی تیرے پروردگار کی۔ **لَنُبِذَ** البتہ وہ پھینک دیا جاتا **بِالْعَرَاءِ** چٹیل میدان میں **وَهُوَ مَذْمُومٌ** اور وہ مذموم ہو جاتا یعنی اس کی حالت بہت ہی مشکل ہو جاتی۔ **نُبِذَ** کا مطلب ہوتا ہے کسی چیز کو حقیر سمجھ کر پھینک دیا جائے اور **بِالْعَرَاءِ۔ (ع ر و)** میدان کے لیے یہ استعمال کیا جاتا ہے ایسا میدان جس پر کوئی سبزہ نہ ہو کوئی چیز نہ ہو کوئی آڑ نہ ہو۔ یہ لفظ ننگے ہونے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے عریاں ہونا اس کا مادہ بھی یہی ہے۔ تو زمین بالکل ننگی جیسے چٹیل میدان اگر تیرے رب کی مہربانی اور رحمت اسکے شامل حال نہ ہوتی تو وہ مذموم ہو کر چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا **وَهُوَ مَذْمُومٌ** اسکے معنی ہوتے ہیں وہ شخص جس کی برائی کی گئی ہو ، بہت ہی برے حال میں۔ یہاں پر کہا جا رہا ہے کہ چونکہ وہ اللہ کے مقبول بندے تھے تو اگر تیرے رب کی مہربانی اسکے شامل حال نہ ہوتی اسکے کیا معنی ہیں کہ اگر وہ رب کو نہ پکارتے اگر وہ توبہ استغفار نہ کرتے اگر وہ یہ دعا نہ پڑھتے **لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (87۔ الانبیاء)** نہیں ہے کوئی خدا مگر تُو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا"۔ انھوں نے یہ دعا پڑھی اور اللہ ان پر مہربان ہو گیا۔

آیت نمبر 50۔ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ

ترجمہ۔ آخرکار اُس کے رب نے اسے برگزیدہ فرما لیا اور اِسے صالح بندوں میں شامل کر دیا

فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ پھر تیرے رب نے اس کو برگزیدہ کر لیا **فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ** اور اسکو اپنے صالح بندوں میں شامل کر لیا۔ یہ جو دعا حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جب بھی مشکل ہو پریشانی ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہئے بعض لوگ آیت کریمہ کا سوا لاکھ دفعہ پڑھنا اور ختم

کروانا چاہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آیت بڑی کریم ہے اسے پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ تمام پریشانیوں سے نجات کی دعا ہے اور ہمیں پتہ چل رہا ہے کہ ہمارے ایک پیغمبر نے اس دعا کے ذریعے اللہ سے معافی مانگی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا تھا تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب تک وہ مچھلی کے پیٹ میں رہے انہوں نے یہ دعا مانگی اس لئے اللہ نے انھیں مصیبت سے نجات دے دی تھی مچھلی کی غذا نہیں بنایا صحیح سالم مچھلی نے آپکو چٹیل میدان میں اگل دیا یہ نتیجہ تھا اس دعا کا جو آپ مچھلی کے پیٹ میں مانگ رہے تھے اور وہ قبول ہو گئی اور اللہ نے آپ کو دوبارہ زندگی دے دی اسباب پیدا کر دئیے آپکو صحت دے دی آپکی کمزوری دور ہو گئی۔ لیکن آیت کریمہ کا سوا لاکھ دفعہ پڑھنا اور ختم کروانا جو طریقہ لوگوں نے رائج کیا ہے یہ سنت سے نہیں ملتا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ تسبیح کے دانے پانی میں بھگوئے ہونے چاہئیں کیونکہ یہ تسبیح بہت گرم ہوتی ہے تو انھوں نے پانی کے اندر مچھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی تو ہمیں پانی میں رکھنا چاہئے تو لوگ برتنوں میں پانی میں دانوں کو بھگو کر رکھتے ہیں تو ایسا کہیں بھی نہیں ملتا تو جب بھی کوئی بات ہو تو دلیل کے لئے پہلے قرآن و حدیث کو دیکھیں صحابہ کی زندگی کو دیکھیں ۔ پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں کتنے مشکل وقت آئے آپ نے اس آیت کریمہ کا اس طرح سوا لاکھ دفعہ وظیفہ نہیں کیا اور نہ کروایا جیسے کہ آج کل لوگ کرتے ہیں۔ آپ دیکھ لیں مکہ کا دور کتنا مشکل تھا ہجرت حبشہ کو دیکھیں ہجرت مدینہ کا سفر دیکھیں غار ثور کو دیکھیں آپ غزوۂ احد کو دیکھیں اور غزوۂ تبوک کو دیکھیں اور پیارے نبی ﷺ کی مکی اور مدنی دور کے واقعات کو دیکھیں ہمیں کہیں یہ انداز نظر نہیں آتا جو آج کل ہمارے گھروں میں اور ہمارے رشتےدار اور دوست احباب کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے نہ تو نفرت کرنی چاہیے نہ برا بھلا کہنا چاہئے بس قرآن کی تعلیم کی کمی ہے اور سیرت کے مطالعے کی کمی ہے تو محبت شفقت اور ہمدردی کے ساتھ اچھے طریقے کے ساتھ ان کو بتانا چاہئے۔ کہ یہ دعا پڑھنے والا جب پڑھتا ہے تو اسے خود فائدہ ہوتا ہے اس کے سارے صیغے متکلم کے صیغے ہیں پڑھنے والا اپنے لئے کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود مگر تُو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا"۔ وہ یہ نہیں کہتا فلاں نے ظلم کیا ہے تو آپ اسکی غلطی کو معاف کر دیں وہ اپنے لیے دعا مانگتا ہے۔ آپ لوگ اکھٹے کرتے ہیں وہ آتے ہیں اور اپنے لئے دعا مانگ کر چلے جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگوں کو ان باتوں سے آگاہ کریں کہ ان کی زندگی میں امن و سکون پیدا ہو اور امن و سکون قرآن وسنت پر عمل کرنے سے مل سکتا ہے۔ تو حضرت یونس علیہ السلام کی مثال دے کر رسول اللہ ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ نے بے صبری نہیں اختیار کرنی اس میں میرے اور آپ کے لئے عمل کا اصول کیا ہے کہ ہم بھی عملی زندگی میں صبر کے دامن کو مت چھوڑیں پھر اللہ نے کیا کیا؟ **فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ** پھر اللہ نے ان کو چن لیا برگزیدہ کر لیا جیسےکسی کو چننا اور کہیں لے جانا۔ جیسے اچھا پھل چن لینا اور پھر اسکو اٹھا کر لے جانا **فَاجْتَبَاهُ** اس کا مادہ (**ج ب و**)۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کا ایک نام مجتبیٰ بھی ہے تو فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو توبہ استغفار کرنے پر دوبارہ اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل کر لیا **فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ** پھر اسے نیکوکاروں میں شامل کر لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں (صحیح مسلم نے اسے روایت کیا ہے) اور اس واقعہ کے بعد انھیں دوبارہ نبوت کے مقام پر فائز کر کے اپنی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جن کی اپنی تعداد لاکھ یا اس سے بھی زیادہ تھی اور حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ آپ سورة الانبیاء سورة یونس اور سورة الصافات میں بھی پڑھ چکے ہیں۔ سورة القلم کی آخری دو آیات اس کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں انسان کو نظر بد لگ جاتی ہے کسی کو بھی بیماری نقصان پہنچاسکتی تھی عرب میں ایک مشہور و معروف آدمی تھا جو مکہ میں نظر لگانے میں بڑا مشہور تھا اونٹ

اورجانوروں کو نظر لگاتا تو وہ مر جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اہل مکہ کو دشمنی تو تھی ہی اور ہر طرح کی وہ کوشش کرتے تھے کہ آپ کو تکلیف پہنچائی جائے انھوں نے سوچا کہ اس شخص سے رسول اللہ ﷺ کو نظر لگوائی جائے وہ اس کو بلا کر لائے اس نے نظر بد لگانے کی پوری کوشش کی مگر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی حفاظت کی کہتے ہیں کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور حفاظت کے لیے نازل کی اور آپ کفار کی حاسدانہ نظروں سے بچ سکیں تو یہ آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ نظر کا لگ جانا برحق ہے دوسروں پراثر ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اسی لیے حدیث میں نظر بد سے بچنے کی دعائیں بتائی گئ ہیں جب کوئی چیز اچھی لگے جیسے کوئی بچہ ہے مسکرا رہا ہے کسی کی صحت اچھی ہے کوئی گاڑی بڑی اچھی چلا رہا ہے پہلی دفعہ روڈ ٹیسٹ پاس ہو گیا کھانا بڑا اچھا پکاتا ہے گھر میں بہت پیار محبت ہے اگر پتہ چلے تو **ماشا اللہ۔لا حول ولا قوۃ الاباللہ** کہنا چاہیے یاد رکھیں کہ کس کی بھی بری نظر لگ جاتی ہیں حاسد کا حسد بھی کام کرتا ہے بعض لوگ اس طرح دشمنی میں نفرت میں ایسے دوسروں کو دیکھتے ہیں کہ جیسے کھا جائیں گے۔ اس سلسلے میں آپ وہ دعا بھی پڑھ سکتی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے سکھائی تھی اور آپ حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑھا کر تے تھےاور حضرت ابراھیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام پر بھی پڑھا کرتے تھے۔ **أعيذُكُما بِكلماتِ اللَّهِ التَّامَّةِ ، مِن كلِّ شيطانٍ وَهامَّةٍ ومن كلِّ عينٍ لامَّةٍ** میں تم دونوں کو اللہ کے تام کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور ہر موذی جاندار اور ہر نظر بد کے شر سے۔ تو یہ دعا نظر بد اور کسی کیڑے سے کسی نقصان پہنچانے والی چیز سے بچنے کے لئے یہ دعا رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے ہمیں ملتی ہے پھر اسی طرح سورۃ الناس الفلق اور آیت الکرسی سورۃ الفاتحہ اور سورۃ القلم کی آخری دو آیات نظر بد سے بچانے کے لئے بہترین دعا ہے

آیت نمبر 51,52۔ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ۔ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ

ترجمہ۔ جب یہ کافر لوگ کلام نصیحت (قرآن) سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں کہ گویا تمہارے قدم اکھاڑ دیں گے، اور کہتے ہیں یہ ضرور دیوانہ ہے۔حالانکہ یہ تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا اور تحقیق قریب ہے کہ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے **لَيُزْلِقُونَكَ** کہ پھسلا دیں تجھ کو **بِأَبْصَارِهِمْ** اپنی نگاہوں سے **لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ** جب یہ سنتے ہیں قرآن کی نصیحت کو یہاں پر **الذِّكْرَ** قرآن کے لئے آیا ہے جب یہ نصیحت و قرآن سنتے ہیں تو آپ کو ایسی نگاہوں سے دیکھتے ہیں کہ تمھارے قدم اکھاڑ دیں گے **وَيَقُولُونَ** وہ کہتے ہیں **إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ** کہ یہ ضرور دیوانہ ہے **وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ** حالانکہ یہ تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔ **لَيُزْلِقُونَكَ (ز ل ق)** پھسلنا ، **زَلَقَ بَدَنٌ** بدن پر تیل لگاکر پھسلاہٹ پیدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب یہ قران کو سنتے ہیں تو اسی نظروں سے تمھیں دیکھتے ہیں گویا کہ تمہارے قدم اکھاڑ دیں گے اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ قرآن کی تلاوت سن کر اہل مکہ آپ کو عداوت اور نفرت سے دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ قریب تھا کہ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا آپ کو اپنی نظروں سے پھسلا دیں اپنی بری حاسدانہ نظروں سے نقصان پہنچائیں کیوں ؟ **لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ** جب بھی قران سنتے ہیں **وَيَقُولُونَ** کہتے ہیں **إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ** کہ

بے شک یہ تو دیوانہ ہے۔ تو انکا تو یہ حال ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی ہے۔**وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ** یہ قرآن سارے جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔ آخری آیات سے یہ پتہ چلتا ہے۔ اگر اللہ پیارے رسول ﷺ کی حفاظت نہ کرتے تو ان کی جو حاسدانہ اور بری نظریں تھیں آپ انکا شکار ہو سکتے تھے۔ آپکو بری نظر لگ سکتی تھی۔ آپ بیمار ہو سکتے تھے۔ لیکن اللہ کا آپ ﷺ پر فضل رہا مشرکین کہتے رہے کہ محمد ﷺ کو جنون لاحق ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انکی کافرانہ بات کی تردید کی کہ محمد ﷺ کوجنون لا حق نہیں ہے۔ **وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ** مگر یہ ایک نصیحت ہے دنیا والوں کے لیے کہ محمد ﷺ اللہ کے نبی ہیں رسول ہیں اللہ کے سفیر ہیں اللہ نے انکی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور تم جو چاہو کرو تم محمد ﷺ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سورۃ القلم سے عمل کے اصول: دعویٰ کرنے کے دو طریقے ہیں 1۔ تبلیغ کرنا تلقین کرنا 2۔ بہترین اخلاق یعنی سیرت و کردار اور خدمت خلق کے ذریعے دعویٰ کرنا۔ عمل کا پہلا اصول ایک اپنے اخلاق کردار کو ٹھیک کرنا ہے بہتر بنانا ہے اور خدمت کا رویہ اپناتے ہوئے دعویٰ کرنا ہے۔ دوسرا عمل کا اصول یہ ہے کہ جب آپ نیکی کا کام کریں گی پیغمبرانہ مشن اپنائیں گی تو آپ کہیں گی **نَحْنُ أَنصَارُ اللهِ (52۔ آل عمران)** ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کی گئی ہے کہ لوگ بہت باتیں کریں گے اسکی پرواہ نہیں کرنی ۔ تیسرا عمل کا اصول کہ جو ولید بن مغیرہ کی 10 صفات آپ نے پڑھیں (آیت 10 سے لے کر آیت نمبر 14 تک) وہ صفات ہم میں نہیں ہونی چاہیں۔ پھر باغ والوں کے بارے میں بھی پڑھا اس سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے ہمیں ضرور اپنے رویے پر غور کرنا چاہئے کہ ہمارے والدین بڑے مہمان نواز تھے صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ وہ ان کا خیال رکھتے تھے تو کیا ہم خیال رکھتے ہیں اپنا جائزہ لیں کہ جو باغ والوں میں ایک شخص تھا جو صراط مستقیم پر چلنے والا تھا جس نے نصیحت کی تھی کہ ایسا نہ کہو۔ **أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ** تو ہمیشہ جب سب لوگ غلط ارادہ کر رہے ہوں تو اچھی بات کی طرف لوگوں کو لانا چاہیے اور خود بھی آنا چاہئے۔ پھر یہ بات کہ غلطی ہو جانا بڑی بات نہیں انسان سے غلطی ہو سکتی ہے پیغمبر سے بھی ہو گئی حضرت یونس علیہ السلام کا ہم نے پڑھالیکن اصل بات کیا ہے کہ دوسروں کو ملامت کرنے کی بجائے یہ پڑھنا چاہیے۔ **لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (87۔ الانبیاء)** نہیں ہے کوئی خدا مگر تُو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا"۔ **يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ** پاک ہے ہمارا رب، واقعی ہم گناہ گار تھے **إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ** ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ توبہ استغفار کے ذریعے اللہ سے رجوع کرنا۔ سید الاستغفار بہترین استغفار ہے ایک اور اہم حقیقت ہمیں پتہ چلتی ہے کہ اللہ کے ہاں جنت صرف متقین کو ملے گی اور متقین کون ہیں ؟ جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اللہ کے ڈر سے گناہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں حرام کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس طرح عمل کا ایک اور اصول سامنے آتا ہے کہ ہمیں دنیا۔ میں اللہ کی بندگی کرنی چاہے اللہ کی اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ قیامت والے دن لوگ اللہ کو سجدہ کرنا بھی چاہیں گے تو کر نہیں سکیں گے کیوں کہ دنیا میں اللہ کی بندگی اور اطاعت نہیں کی ہو گئی۔ پانچ وقت کی جو فرض نماز ہے وہ پابندی سے ادا کرنی چاہئے۔ حضرت یونس علیہ اسلام سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ کو صبر اور شکر کی کیفیت بہت پسند ہے۔ اللہ صبر اور شکر کرنے والوں سے راضی ہوتا ہے اللہ ہمیں صبر اور شکر کرنے والا بنائے اور آخری دو آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کی حفظ وامان میں آنا چاہئے اللہ کی پناہ میں آنا چاہئے آخری دو آیتیں نظر بد سے بچنے کے لئے دعا ہے اور **لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (87۔ الانبیاء)** نہیں ہے کوئی خدا مگر تُو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے قصور کیا"۔ یہ بھی بہترین دعا ہے جس میں ہم اپنی غلطیوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینے والا بنائے اور ہمیں قرآن کو عملی زندگی میں نافذ کرنے والا بنائے قرآن

قیامت کے دن میرے اور آپ کے لیے حجت بن جائےکیونکہ قرآن کی تلاوت کرنے والے بہت ہیں لیکن اپنی عملی زندگی میں نافذ کرنے والے بہت کم ہیں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تعالی ہمیں ان خوش قسمت لوگوں میں شامل کر لیں قرآن جن کے دل کی بہار بن جاتا ہے قرآن جن کے دل کی ٹھنڈک بن جاتا ہے، قرآن جن کے دل کا سہارا بن جاتا ہے اور صبغتہ اللہ کا رنگ ہم اپنی عملی زندگی میں شامل کر لیں، پھیلا لیں۔

ؔ تجھ تو کیا تیرے جلووں کی ضو بھی پا نہ سکے

جو زندگی کوتیری رہ میں لٹا نہ سکے

ؔ حیات شوق بھی اک سجدہ مسلسل ہے

سر نیاز جھکایا تو پھر اٹھا نہ سکے

ؔ میرے نظر میں وہی سر ہے سر جسے عامر زمانہ کاٹ تو ڈالے پر جھکا نہ سکے

اللہ تعالی مجھے اور آپ کو بہترین عمل کرنے والا بنائے آمین

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أنْ لَّا إلٰهَ إِلَّا أنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إلَيْكَ